محمد الیاس خان

چر نومیر دین - باسائیف مذاکرات: بوڈا نوفسک سے گروزنی تک (۱)

۱۴ جون ۹۵ء کو چیچن گوریلا کمانڈر شامل باسائیف اور ایک سو کے قریب اس کے دیگر ساتھیوں نے جمہوریہ چیچن کے شمال میں روسی فیڈریشن کے سٹاوروپول ریجن میں بوڈا نوفسک شہر کے ہسپتال میں پندرہ سو کے قریب روسی شہریوں کو یرغمال بنانے کے جرأت مندانہ کارروائی کی۔ چیچن گوریلوں کا یہ اقدام گروزنی کی آزادی پسند حکومت کے اہل کاروں اور روسی فیڈریشن کے حکام کے درمیان باقاعدہ مذاکرات کے لیے نقطہ آغاز ثابت ہوا۔ روسیوں نے اولاً یرغمالیوں کو فوجی کارروائی کر کے رہا کرانے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں سینکڑوں یرغمالی ہلاک ہوئے۔ بالآخر روسی وزیراعظم چرنومیردین نے چیچن گوریلوں کے ساتھ براہ راست بات چیت کا فیصلہ کیا، اور نتیجتاً طے پایا کہ یرغمالیوں کی رہائی کے بدلے میں چیچنیا میں جاری فوجی کارروائی روک دی جائے گی، اور مسئلہ کے حل کے لیے مذاکرات شروع کیے جائیں گے۔ مزید یہ کہ حملہ آور چیچن گوریلا کمانڈر شامل باسائیف اور اس کے ساتھیوں کو چیچنیا واپس جانے کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ اُنہیں ڈیڑھ سو کے قریب یرغمالیوں کو اپنی سلامتی کی ضمانت کے طور پر چیچنیا میں اپنی منزلِ مقصود تک ساتھ رکھنے کی اجازت بھی دی گئی۔

۱۸ جون (۹۵ء) کو چیچنیا میں روسی افواج کے کمانڈر اناتولی کولیکوف نے چیچن علیحدگی پسندوں کے خلاف فوجی کارروائی بند کرنے کا حکم دے دیا۔ اس سے قبل روسی وزیراعظم چرنومیردین نے ماسکو میں اپنے دفتر سے آدھ گھنٹے تک چیچن گوریلا کمانڈر شامل باسائیف سے ٹیلی فون پر گفتگو کی۔ اس گفتگو کی فلم روس کی RTR ٹیلی ویژن سٹیشن کے عملہ نے بنائی۔ گفتگو کے دوران اخباری نمائندے بھی موجود تھے۔ چرنومیردین نے شامل باسائیف سے اپنی گفتگو کی ابتداء ان الفاظ سے کی:

> Shamil Basayev, I declare solemnly in front of the press, and I am responsible for my words, that all military actions in Chechnya will be halted immediately after the end of our conversation."

"شامل باسائیف، میں پوری سنجیدگی سے اِس بات کا صحافیوں کے سامنے اعلان کر رہا ہوں، اور میں اپنے الفاظ کے لیے پوری طرح ذمہ دار ہوں، کہ چیچنیا میں ہر قسم کی فوجی کارروائیاں ہماری گفتگو کے اختتام پر روک دی جائیں گی"[1]۔

روسی وزیر اعظم چرنومیردین اور شامل باسائیف کے درمیان طے پانے والے سمجھوتے کی رو سے سوموار ۱۹ جون کو یرغمالیوں کو رہا کر دیا گیا۔ ۱۵۰ کے قریب اِن یرغمالیوں کی معیت میں جنہوں نے رضاکارانہ طور پر گوریلوں کی معیت میں، اِن کی حفاظت کی ضمانت کے طور پر چیچنیا تک سفر کرنا قبول کیا، شامل باسائیف اور اُن کے ساتھی سات بسوں میں چیچینا کی طرف روانہ ہو گئے۔ روسی حکومت نے چیچنیا تک اُن کے بحفاظت سفر کی ضمانت دے دی۔

شامل باسائیف نے بوڈانوفسک ہسپتال میں روسی شہریوں کو یرغمال بنانے کے بعد جو مطالبات پیش کیے، وہ یہ تھے۔

۱۔ چیچنیا میں فوجی کارروائی فوراً بند کر دی جائے۔

۲۔ روسی صدر بورس یلسن اور چیچن صدر جوہر دودائیف کے درمیان فوراً مذاکرات شروع کیے جائیں۔

روسیوں نے شروع میں گوریلوں کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اُنہیں زُعم تھا کہ وہ فوجی کارروائی کر کے نہ صرف یرغمالیوں کو چھڑالیں گے بلکہ چیچن "مجرموں" کو بھی ہلاک یا گرفتار کر لیں گے۔ وہ مٹھی بھر چیچن دہشت گردوں کے سامنے جھک جانے کے لیے تیار نہ تھے۔ روسیوں نے اِس واقعہ کو عالمی رائے عامہ کے سامنے چیچنیا میں انسانی حقوق کی پامالی کے حوالے سے اپنی کمزور ہوتی ہوئی حیثیت کو سہارا دینے کے لیے بھی استعمال کیا۔ اور "چیچن باغیوں" کی دہشت گردی اور اُن کے "منظم جرائم" [Organized Crime] میں ملوّث ہونے سے متعلق اپنے پروپیگنڈہ کے لیے بطور ثبوت پیش کیا۔ روسی وزارت خارجہ نے کنیڈا کے شہر ہیلیفیکس [Halifax] میں سات بڑے صنعتی ممالک کے لیڈروں کے اجتماع کے موقع پر ایک بیان جاری کیا جس میں کہا گیا:

> "The crime committed in Budennovsk should open the eyes of foreign politicians who failed to realise the true reason for the Chechen tragedy and chose to lecture Russia, instead of supporting it in its struggle against separatism and organised crime."

"بوڈانوفسک میں جس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ اس سے اِن سیاستدانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہییں، جو چیچن سانحہ کے صحیح اسباب سمجھنے میں ناکام رہے ہیں۔ اور "علیحدگی پسندی" اور "منظم جرائم" کے خلاف روسی کوششوں میں روس کی حمایت کرنے کی بجائے اِس کو سبق پڑھا رہے ہیں"[2]۔

اس سے قبل روسیوں نے چیچن گوریلوں کے ساتھ ان کے ذاتی مفاد میں معاملہ کرنے کی بھی کوشش کی، اور اُنہیں مطلوبہ رقم اور محفوظ مقام تک سفر کے لیے ایک ہوائی جہاز فراہم کرنے کی پیشکش کی۔ لیکن چیچن گوریلوں نے اس پیشکش کو مسترد کرتے ہوئے اپنے سابقہ مطالبات میں ایک اور مطالبے کا بھی اضافہ کر دیا کہ چیچنیا سے فوری طور پر روسی فوجوں کے انخلاء کا حکم دیا جائے[۳]۔

چیچن گوریلوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے قبل فوجی طاقت کے ذریعہ یرغمالیوں کو چھڑانے کی دو مرتبہ کوششیں کی گئی۔ دونوں مرتبہ فوجی کارروائیاں نہ صرف ناکامی سے دوچار ہوئیں بلکہ اُن کے نتیجے میں سینکڑوں روسی یرغمالی ہلاک ہوئے۔ بوڈانوفسک ہسپتال میں گوریلوں کے خلاف پہلی فوجی کارروائی بدھ ۱۴ جون کو ہی کی گئی، جس کے اختتام پر گوریلوں کی طرف سے ۵۰ روسی یرغمالیوں کی لاشیں روسی پولیس کے حوالے کی گئیں[۴]۔ واضح رہے کہ یہ یرغمالی روسی فوج کی گولہ باری کا نشانہ بنے تھے۔ اس کارروائی کے دوران ۲۹ پولیس افسران اور ۸ کے قریب روسی وزارت دفاع کے اہل کار بھی ہلاک ہوئے۔ اطلاعات کے مطابق ۲۰ چیچن گوریلے بھی اس کارروائی کے نتیجے میں شہید ہوئے[۵]۔

ہفتہ ۱۷ جون کو روسی فوج نے ایک دفعہ پھر ہسپتال کی عمارت میں موجود گوریلوں کے خلاف فوجی کارروائی شروع کی۔ یہ ایک بے ترتیب فوجی کارروائی تھی۔ روسی فوج کو گوریلوں کے ٹھکانوں کا کوئی علم نہ تھا۔ لہذا ان کی کارروائی کے نتیجے میں ایک بار پھر متعدد روسی یرغمالی ہلاک ہوئے۔ یہ فوجی کارروائی فجر کے وقت کی گئی اور ایک گھنٹے تک جاری رہی۔ اس فوجی کارروائی کے اختتام پر گوریلوں کے ساتھ مذاکرات کی کوشش کی گئی جو ناکام ہو گئی۔ چنانچہ دن دو بجے ٹینکوں کے ساتھ ایک بار پھر فوجی کارروائی شروع ہوئی۔ روسی فوج جزوی طور پر ہسپتال کی عمارت میں داخل ہو سکی اور ۲۲۵ کے قریب یرغمالیوں کو رہا کرا لیا۔ اطلاعات کے مطابق ہفتہ ۱۷ جون کی ان فوجی کارروائیوں میں ایک روسی فوجی ہلاک اور نو زخمی ہوئے۔ جبکہ چار چیچن گوریلے شہید ہوئے اور دس زخمی ہوئے[۶]۔

ان فوجی کارروائیوں کے ممکنہ خطرناک نتائج اور گوریلوں کی طرف سے اپنے مطالبات تسلیم نہ کیے جانے کی صورت میں تمام یرغمالیوں کو ٹھکانے لگا دینے کی دھمکیوں سے سہمی ہوئی مقامی آبادی اور اردگرد کے دیہاتیوں نے روسی حکام پر مزید فوجی کارروائی نہ کرنے کے لیے زبردست دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ اُنہوں نے فوجی حکام سے ملاقاتوں کے دوران اس بات کا بھی پُرزور مطالبہ کیا کہ گوریلوں کے ساتھ بات چیت شروع کرنے کے لیے روسی وزیر اعظم چرنومیردین خود بوڈانوفسک آئیں۔ خود ہسپتال کے اندر موجود یرغمالیوں نے بھی فوجی کارروائی بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ ایک یرغمالی لیڈی ڈاکٹر ویرا شیبورنیا نے ہسپتال کے بستر کی سفید چادر کا جھنڈا بناتے ہوئے ہسپتال کی عمارت سے نکل کر کہا:

"All hostages injured this morning were hit by Russian fire".

"آج صبح جتنے بھی یرغمالی زخمی ہوئے ہیں وہ سب روسی گولہ باری کا نشانہ بنے ہیں"[7]۔

خود روسی یرغمالیوں کے بیانات کے مطابق چیچن گوریلوں نے یرغمالیوں میں سے گیارہ ایسے سرکاری اہل کاروں کے علاوہ جن کے بارے میں اُنہیں یقین تھا کہ اُنھوں نے جمہوریہ چیچن میں فوجی کارروائیوں میں شریک ہو کر چیچن لوگوں کو ہلاک کیا، کسی کو قتل نہیں کیا[8]۔ یرغمالیوں کے بیانات کے مطابق چیچن گوریلوں کی طرف سے اُن کے ساتھ بہتر سلوک کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ یرغمالیوں کو اپنے کھانے میں بھی شریک کرتے تھے۔ AFP کی ایک رپورٹ کے مطابق ایک یرغمالی خاتون تانیا نے کہا:

"The Chechen treated us well. They shared their bread and water with us. They just wanted to get their land back".

"چیچن (گوریلوں) نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ وہ کھانے پینے میں ہمیں اپنے ساتھ شریک کرتے۔ وہ صرف اپنی زمین [چیچنیا] واپس حاصل کرنا چاہتے تھے"[9]۔

تانیا نے اپنی رہائی کے بعد بوڈانوفسک کے ہسپتال کے باہر روسی فوجیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "Shame on you" تانیا نے روسی فوجیوں کو تباہی کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے مزید کہا:

"The worst day was saturday when they fired on us for four hours. We thought we would die".

"سب سے بدترین دن ہفتہ [۱۷ جون] کا تھا جب [روسی فوج] نے چار گھنٹے تک لگاتار ہم پر فائرنگ کی۔ ہمارا خیال تھا ہم مر جائیں گے"[10]۔

ایک اور یرغمالی خاتون الیگزندوفنیا کے مطابق "اس نے چیچن گوریلوں کو یرغمالیوں کو مارتے، گالی دیتے یا بدکلامی کرتے کبھی نہیں دیکھا"۔ الیگزندوفنیا مزید کہتی ہے:

"... The Chechen gave the children cookies and sodas that they had raided from a store near the hospital ..."

"چیچن لوگ بچوں کو کیک / بسکٹ اور سوڈا کی بوتلیں دیتے جو اُنھوں نے ہسپتال کے نزدیک واقع ایک سٹور [دکان] پر دھاوا بول کر حاصل کی تھیں"[11]۔

الیگزندوفنیا چیچن گوریلوں کی جذباتی حالت کا اظہار ان الفاظ میں کرتی ہے۔

"پہلے دن چیچن لوگ بہت غصّے میں تھے۔ وہ تمام روسیوں کے خلاف غصّہ سے بھرے ہوئے تھے جن کی نمائندگی ہم (یرغمالی) کر رہے تھے۔ اُنھوں نے ہم سے کہا: "تمہارے فوجیوں نے ہمارے خاندانوں کو مار ڈالا ہے۔ یہاں جتنے بھی چیچن (گوریلے) ہیں اُن کے خاندان نیست و نابود کر دیے گئے ہیں۔ ہمارے پاس اب گنوانے کے لیے [سوائے

اپنی جانوں کے] کچھ بھی تو نہیں ہے"[۱۲]۔

۱۵ جون کی AFP کی ایک رپورٹ کے مطابق بڈانوفسک ہسپتال میں ایک یرغمالی خاتون نرس نے روس کے ORT ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

"چیچن گوریلوں نے روسی فوج کے چند ملازمین کو ہسپتال کے صحن میں گولی مار کر ہلاک کیا۔ سول یرغمالیوں کے ساتھ بہرحال گوریلے بہت اچھا [Fine] سلوک کر رہے ہیں"[۱۳]۔

جمعرات ۱۵ جون کو ہسپتال کے اندر اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے گوریلا کمانڈر شامل باسائیف نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ "پانچ روسی افسروں، وزارت داخلہ کے چار افسران اور ایک پائلٹ کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے"۔ اُنہوں نے کہا کہ "اُن لوگوں کے بارے میں اُنہیں [باسائیف کو] یقین تھا کہ اُنہوں نے چیچنیا کی بربادی میں حصّہ لیا تھا"[۱۴]۔

ایک یرغمالی کے مطابق جب روسی فوج نے ہسپتال پر حملہ کیا تو چیچن گوریلوں نے یرغمالیوں سے کہا: "ہم تمہیں نہیں ماریں گے۔ البتّہ ہم یہ ضرور دیکھیں گے کہ تمہاری اپنی فوج تمہیں کس طرح قتل کرتی ہے"[۱۵]

بوڈانوفسک میں دراصل ایک ایسے شخص کے تحمّل اور صبر کا امتحان تھا جس کے وطن کی بربادی میں حصّہ لینے والوں، جس کے ہم وطنوں کے قتلِ عام میں شریک لوگوں اور جس کے اپنے خونی رشتوں کو فنا کے گھاٹ اُتارنے والوں کے ہم نسلوں کی زندگیاں اس کے رحم و کرم پر تھیں۔ اور اس امتحان میں یقیناً وہ کامیاب رہا۔ آئیے شامل باسائیف کے گاؤں ویڈانو چلتے ہیں۔ ویڈانو جمہوریہ چیچن کے جنوب میں قفقاز کے پہاڑی سلسلے میں ایک میل سے زیادہ بلندی پر واقع چھ ہزار نفوس کی آبادی والا وہ گاؤں ہے جسے گروزنی سے پسپائی اختیار کرنے والے چیچن مجاہدین نے اپنا نیا عارضی مستقر بنایا۔ مئی میں اس گاؤں سے باہر ایک اجتماعی زراعتی فارم سے واپس گھر آتے ہوئے ۷۵ سالہ بیگ پاشا کے سر کے اوپر سے ایک روسی بمبار طیارہ بم گراتا ہے جس کی وجہ سے وہ اور درجنوں دیگر معصوم اور نہتے شہری جو زرعی فارموں میں کام کر رہے تھے خاک و خون میں غلطاں ہو جاتے ہیں۔ یہیں سے ویڈانو کی بربادی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور ویڈانو میں روسی فوج کی طرف سے نہتے شہریوں کا وحشیانہ قتلِ عام ہی بوڈانوفسک میں شامل باسائیف اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے روسیوں کو یرغمال بنانے کی اس نام نہاد "وحشیانہ کارروائی" کا سبب بنتا ہے۔ چیچن آزادی پسند روسی افواج کی طرف سے چیچنیا پر حملہ کی ابتداء ہی سے فریقین میں سیاسی مذاکرات کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ لیکن کریملن کے حکام چیچنیا کے آزادی پسندوں کا خاتمہ کرنے پر کمربستہ تھے۔ ان کے نزدیک ماسکو سے بغاوت کی جرأت کرنے والوں کو زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں تھا۔ چہ جائے کہ ان کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں۔ چنانچہ روسیوں نے چیچنیا

کے دوسرے شہروں اور دیہاتوں کی طرح ویڈانو کو وحشیانہ بمباری کا مسلسل نشانہ بنائے رکھا۔ بمباری سے شہر کا سکول، بیکری، ٹیکسٹائل فیکٹری، بینک، پولیس سٹیشن، ہسپتال اور ٹیلی فون ایکسچینج تباہ و برباد کر دیے گئے۔ گھروں کو مسلسل بمباری کا نشانہ بنا کر مسمار کر دیا گیا۔

ویڈانو میں ایک ایسا بھی گھر تھا جسے خاص طور پر بمباری کا نشانہ بنایا گیا، یہ چیچنیا کے ایک مشہور، نڈر اور بہادر گوریلا کمانڈر کا گھر تھا۔ یہ کمانڈر شامل باسائیف کے چچا تھے۔ ۲۳ مئی کو جب اس گھر پر بموں کی بارش برسائی گئی تو گھر کے گیارہ مکین زندگی کی بازی ہار گئے۔ ان شہیدوں میں شامل باسائیف کی ایک بہن، پانچ بھتیجے اور دوسرے رشتہ دار شامل تھے۔ دو ہفتے بعد بپھرے ہوئے باسائیف اور اس کے دیگر گوریلا کمانڈو ساتھیوں نے ویڈانو کو خالی کر دیا۔ نتیجتاً روسی چھاتہ بردار دستوں نے گاؤں پر قبضہ کر لیا، اور اعلان کیا کہ چیچن علیحدگی پسندوں کے نئے گڑھ پر روسی افواج کے قبضے کے بعد اب "باغیوں" کی شکست یقینی ہو گئی ہے"[16]۔

باسائیف کو ایک طرف تو "باغیوں" کی شکست خوردگی کے تأثر کو جلد از جلد ختم کرنے کی فکر تھی دوسری طرف اس کا یہ یقین مزید پختہ ہو گیا تھا کہ جارحیت کا سدِّ باب جارحیت سے ہی ہو سکتا ہے۔ وہ شروع دن سے اس بات کے قائل تھے کہ جنگ کو روس کے اندر تک پھیلائے بغیر دشمن کو مذاکرات کی میز پر لانا ناممکن ہے۔ اور شامل باسائیف نے اپنے اس نظریہ کی درستگی ثابت کر کے دکھا دی۔ شامل باسائیف کو بین الاقوامی رائے عامہ چاہے دہشت گرد کہے۔ تاہم اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اس کی اس محدود پیمانے پر "دہشت گردی" نے چیچنیا میں آگ و خون کا کھیل کھیلنے والے چالیس ہزار مسلح تربیت یافتہ روسی دہشت گردوں کی کھلے عام بربریت کو کم از کم عارضی طور پر لگام دے دی ہے۔

ہم اس مضمون میں اس بحث کو طول دینا نہیں چاہتے کہ کیا چیچنیا دستوری طور پر روسی فیڈریشن کا حصہ ہے یا نہیں؟ اور نتیجتاً کیا جمہوریہ چیچن کا اعلان آزادی روس کی علاقائی سلامتی کے تحفظ کے "مسلمہ بین الاقوامی حق" سے متصادم ہے یا نہیں؟ بہر حال اتنا اشارہ کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ روسی فیڈریشن کی دستور کی دفعہ ۶۵ میں جن خود مختار جمہوریاؤں کو روسی فیڈریشن کا حصہ شمار کیا گیا ہے ان میں چیچنیا شامل ہے۔ روسی فیڈریشن کے اس نئے دستور کی منظوری کے لیے ایک ریفرنڈم منعقد کرایا گیا جس کا جمہوریہ چیچن نے بائیکاٹ کر دیا تھا۔ اس ریفرنڈم کو ہی خود مختار جمہوریاؤں کے روسی فیڈریشن میں شمولیت کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ نئے روسی آئین کا ایک سقم تو یہ ہے کہ اس میں ریفرنڈم کے مجموعی نتائج [۵۴٫۵ فیصد] کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن علاقائی نتائج کا علیحدہ سے کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت میں جمہوریہ چیچن کے نتائج [بائیکاٹ کی وجہ سے] ۰٪ [صفر فیصد] ظاہر کرنا پڑتے۔

روسی فیڈریشن کے آئین میں دوسرا دستوری سقم یہ ہے کہ جس جمہوریہ [جمہوریہ چیچن] کو یہ آئین روسی فیڈریشن کا حصّہ قرار دیتا ہے اس جمہوریہ نے اس دستور کے نفاذ سے عرصہ قبل دستوری خلاء کے دوران اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔ جمہوریہ چیچین اچکیریا نے اپنی آزادی کا اعلان یکم نومبر ۱۹۹۱ء کو کر دیا تھا۔ اس سے قبل ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو جمہوریہ میں آزادانہ صدارتی انتخابات منعقد ہوئے۔ اس کے ایک ہی ہفتہ بعد ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو جمہوریہ میں پارلیمانی انتخابات ہوئے۔ یوں ریاستی تشکیل کے یہ تمام اقدامات ایک ایسے وقت میں پایہ تکمیل تک پہنچے جب روسی فیڈریشن کے اندر دستوری خلاء تھا۔ یونین کی ٹوٹ پھوٹ کے باعث پرانا دستور ناقابل عمل ہو چکا تھا۔ جبکہ نیا دستور ابھی نافذ نہیں ہوا تھا[۱۷]۔

روسی فیڈریشن میں نئے دستور کے نفاذ کے بعد بھی جمہوریہ چیچن نے اگر اپنی مرضی سے اس پر دستخط کر دیے ہوتے تو بجا طور پر اس روسی دعویٰ کو تسلیم کیا جا سکتا تھا کہ چیچنیا روسی فیڈریشن کا حصّہ ہے۔ لیکن چیچنیا نے اس دستور پر دستخط ہی نہیں کیے ہیں۔ اس صورت حال میں جمہوریہ چیچنیا کو روسی فیڈریشن کا حصّہ قرار دینے سے متعلق روسی دعوؤں کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ نظر بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ چیچنیا کی دستوری حیثیت سے قطع نظر کریملن کے حکام اسے بہرصورت ماسکو کے تابع رکھنا چاہتے ہیں۔ یہاں یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ روسیوں کو چیچنیا کی سرزمین چاہیے۔ انہیں یہاں آباد "کمتر نسل" کے "بد تہذیب" "مجرم" انسانوں کی بقاء سے کوئی دلچسپی نہیں ہے*۔ آخر سوال یہ ہے کہ

---

* انیسویں صدی کے دوسرے عشرے کے اختتام پر چیچنیا میں دریائے سنجا اور دریائے ٹیرک کے کنارے روسی کوسکوں کی آبادکاری کے ذریعہ چیچنیا کے خلاف دفاعی لائن کی تکمیل کے بعد زار کی طرف سے مقرر کردہ جارجیا اور قفقاز کے منتظم اعلیٰ الیکسی پٹرووچ ارمولوف نے مئی ۱۸۱۸ء میں زار کو لکھا:

> "... If they [the Chechens] submit properly I shall apportion them according to their numbers the necessary amount of land, dividing the rest among the cramp Cossacks and the Qara Nogays; if not I shall propose to them to retire and join the other outlaws from whom they differ in name only, <u>and in this case the whole of the land will be at our disposal</u>". (John F. Baddeley, *The Russian Conquest of the Caucasus*, London, 1908, pp. 106-7)

روسی تمام غیر روسیوں کو کمتر اور دوسرے درجے کا شہری سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ بالشویک انقلاب کے بعد جولائی ۱۹۱۸ء میں "ناشا گزیٹا" میں ایک اداریہ مضمون چھپا جس میں کہا گیا:

> "... We [the Russians] continue to look at the natives [of the conquered lands] as only second class citizens ... Our relations with the natives could never be the one that prevails between equals". (Nashsa Gazeta, 14th july, 1918, as quoted by Steven Sabel, "The Creation of Soviet Central Asia", *Central Asian Survey,* No. 2, Vol. 14, 1995)

[۱۷۹۹ء] میں ولاڈمی قفقاز سے تبلیسی تک جارجین ہائی وے کی تعمیر نو اور انیسویں صدی کے اوائل میں سنجا اور ٹیریک دریاؤں کے ساتھ ساتھ کوسکوں کی آبادکاری کے بعد جب چیچنیا کو روس میں شامل کرنے کے لیے مقامی آبادی کے خلاف ظلم و بربریت اور سفاکی پر مبنی فوجی مہمات کی ابتداء کی گئی، اس وقت کس دستور کی رُو سے چیچنیا اور قفقاز کے دیگر علاقے مملکت روس کا حصّہ تھے؟ چیچنیا میں روسی افواج کے اس وقت کے کمانڈر ارمولوف کی سفاکی کا اندازہ اس کے اپنے ان الفاظ سے ہوتا ہے:

I desire that the terror of my name should guard our frontiers more potently than chains or fortresses, that my word should be for the natives a law more inevitable than death.

"میری خواہش ہے کہ میرے نام کی دہشت افواج کی قطاروں اور قلعہ بندیوں سے زیادہ بہتر طور پر ہماری سرحدوں کی حفاظت کرے۔ اور یہ کہ میرا حکم مقامی لوگوں کے لیے موت سے بھی زیادہ اٹل ہو"[۱۸]۔

ارمولوف کی سفاکی اور بربریت کا ذکر کرتے ہوئے موشے گیمر لکھتے ہیں:

However, the executions were not confined to single cases, nor to the guilty ones. On one occasion, at least, the house of a suspect was blown up, with Ermolov's approval, killing all the family inside. When he decided to push the Chechens south of the Sunja, he attacked a village and slaughtered all its inhabitants, men, women and children. On other occasions captured women and children were sold as slaves or distributed to Russian officers..."

"موت کی سزا نہ تو انفرادی کیسوں تک محدود تھی اور نہ ہی "مجرموں" تک۔ کم از کم ایک موقع پر ایک مشتبہ [باغی] کے گھر کو، ارمولوف کی منظوری سے، آگ لگائی گئی اور اس کے اندر موجود سارے خاندان کو جلا کر ہلاک کر دیا گیا۔ جب اس نے چیچن لوگوں کو دریائے سنجا کے جنوب کی طرف ہٹانا چاہا تو اس نے ایک گاؤں پر حملہ کیا اور تمام دیہاتیوں، مردوں، عورتوں اور بچوں کو ذبح کر دیا۔ دوسرے مواقع پر گرفتار شدہ عورتوں اور بچوں کو یا تو غلاموں اور باندیوں کی حیثیت سے بیچ دیا جاتا اور یا پھر انہیں روسی افسروں میں تقسیم کر دیا جاتا..."[۱۹]

روسی افواج کی چیچنیا میں حالیہ سفاکی ان کی تاریخ کا تسلسل ہے۔ اپنی ان ظالمانہ کارروائیوں کے

جواز کے لیے روسی ہمیشہ سے نت نئے بہانے گھڑتے رہے ہیں۔ اِس سوال کا جواب روسیوں نے ابھی دینا ہے کہ انیسویں صدی کی ابتداء میں چیچنیا کے خلاف ارمولوف کی کمان میں جب فوجی کارروائی شروع کی گئی تو کیا اِس وقت بھی چیچنیا دستوری طور پر روسی سلطنت کا حصّہ تھا؟ آئیے دیکھتے ہیں اِس بارے میں ایک یہودی مصنف موشے گیمر کیا کہتے ہیں:

"In chechnia and great parts of Daghistan these communities were 'free', that is, independent of outside control"

"چیچنیا اور داغستان کے بڑے حصّوں میں یہ آبادیاں آزاد اور بالالفاظ دیگر بیرونی غلبہ سے استقلال کی حامل تھیں"۔

موشے گیمر قفقازی آبادیوں کے خود مختار شورائی نظام کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"Because of this some Russion authors called these communities 'democracies' or 'republics'."

"یہی وجہ تھی کہ کچھ روسی مصنف اِن معاشروں کو "عوامی ریاستوں" یا "جمہوریاؤں" کے نام سے یاد کرتے تھے"[20]۔

یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ زار شاہی عہد میں جس "قاعدے اور قانون" [بالالفاظ ارمولوف "دہشت"] کے تحت ایک آزاد "عوامی ریاست" "جمہوریہ" چیچنیا میں آگ اور خون کا کھیل کھیلا گیا اسی قاعدے اور قانون کے تحت آج بھی آزاد جمہوریہ چیچنیا کی مسلم آبادی کا قتلِ عام کیا جا رہا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اِس منظم قتلِ عام کو تو روس کی علاقائی سلامتی کے تحفّظ کے حق کے بہانے نظر انداز کیا جا رہا ہے [دراں حالیکہ چیچنیا کا دستوری طور پر روس کا حصّہ ہونا درج بالا تاریخی حقائق کی بنیاد پر یکسر غلط قرار پاتا ہے] جبکہ اپنی زندگی کا حق منوانے کے لیے ایک درجن سے بھی کم جنگی مجرموں کے قتل کو دہشت گردی کہا جا رہا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(جاری ہے)

(نوٹ)

["وسطی ایشیا کے مسلمان" کی روایت کے مطابق حواشی مضمون کی تکمیل پر آخر میں دیے جائیں گے۔ مدیر]